حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

اہلِ بدر اور بیعتِ رضوان والے جہنم میں نہ جائیں گے

حضرت عثمانؓ کی بیعتِ رضوان کے موقع پر خصوصی فضیلت

اور معترضین کا جواب

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر48 سائیڈA 1985-06-28)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

بات یہ چل رہی تھی کہ وہ صحابہ کرامؓ جو حدیبیہ میں شامل ہوئے اُن کی فضیلت میں ایک روایت تو پہلے گزری تھی، اب ایک روایت میں یہ آرہا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَّا یَدْخُلَ النَّارَ اِنْشَآءَ اللّٰہُ اَحَدٌ شَہِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَیْبِیَّۃَ [1] مجھے یہ اُمید ہے وزنی اُمید ہے کہ انشاء اللہ کوئی بھی ایسا صحابی جس نے بدر میں اور حدیبیہ میں شرکت کی ہو وہ آگ میں نہیں جائے گا، یہ مجھے قوی اُمید ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ج۲ ص۵۷۸

حضرت حفصہؓ کا اشکال :

میں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم کے پاس سے نہ گزرے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس آیت سے یہ سمجھیں جو جہنم کے پاس جائے گا تو وہ جہنم میں جائے گا، سب کو اُس جہنم کا حصہ پہنچنا ہے۔

اشکال کا جواب :

تو آپ نے فرمایا فَلَمْ تَسْمَعِیْہِ یَقُوْلُ آقائے نامدار ﷺ نے انہیں جواب دیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی تو فرمایا ہے ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا پھر ہم اُن لوگوں کو بچالیں گے نجات دلا دیں گے جو متقی ہوں۔ تو ایسی صورت ہے کہ جہنم پر سے گزرنا ہوگا۔ وہ دوسری حدیثوں میں آتا ہے اور یہ بھی آتا ہے کہ اس میں بڑے بڑے کانٹے ہیں، وہ کانٹے کھینچ لیں گے انسان کو۔ اور ان میں یہ تاثیر ہے کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں مِنْھُمْ مَّنْ یُّخَرْدَلُ کوئی ان میں ایسا ہوگا کہ جس کے ایسے ریزے ہو جائیں گے جیسے رائی کے دانے ہوتے ہیں اور مِثْلَ شَوْکِ السَّعْدَانِ ''سعدان'' ایک گھاس ہے جس کے کانٹے ہوتے ہیں ان کے کانٹوں کی طرح سے وہ ہیں لیکن لَا یَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِھَا اِلَّا اللّٰہُ وہ کتنے بڑے بڑے ہیں یہ تو اللہ جانتا ہے۔ گویا اُن کی وضع وہ ہے لیکن بڑے بہت ہیں۔

جہنم کی آگ کی مثال :

اور ایک چیز یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جہنم کی آگ میں اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ اللہ سب کو پناہ میں رکھے بچائے رکھے، ایسی تاثیر ہے کھینچنے کی جیسے آپ دُنیا میں دیکھتے ہیں یہ بجلی جو ہے یہ پکڑ کر بس کھینچ لیتی ہے چھوڑتی نہیں، جو چُھڑانے کے لیے آئے اور ہاتھ لگائے وہ بھی پکڑا جاتا ہے۔ اس طرح کی چیز ہے اُس میں کھینچ لیتی ہے۔ مثلاً حدیث میں ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ایک تنور ہے جہنم میں میں نے دیکھا کہ اُس میں سے لوگ آگ کی لپٹ کے ساتھ اُوپر اُٹھ آتے ہیں اور ایسے کہ میں سمجھتا تھا کہ وہ باہر نکل آئیں گے لیکن پھر اندر چلے جاتے تھے تو گویا کھینچنے والی چیز تھی تو کھینچنے والی چیز جو ہے وہ تو اُوپر بھی لائے گی پھر نیچے بھی کھینچ کر لے جائے گی وہ تو ایسی ہوئی جیسے ربڑ میں آپ گیند باندھ لیں تو اُسے پھینکیں بھی تو وہ کھینچ آئے گی، ربڑ کھینچ لے گی اُسے، اِس طرح کی کیفیت وہاں کے

بارے میں جابجا جب مطالعہ میں آئی حدیثوں میں پڑھی تو مجھے یہ ذہن میں آیا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے یہاں بجلی کی ہوتی ہے کہ وہ پکڑ کر بس کھینچ لے گی۔ اس طرح وہ بھی کھینچ لے گی اور چھوٹنا مشکل ہے اُس سے۔ اُوپر سے جو گزریں گے اُن کی ایسی رفتار بھی ہوگی کہ بالکل پتا بھی نہیں چلے گا ایک دم گزر جائیں گے۔ کسی کی رفتار سست ہوگی کسی کہ کچھ ہوگی اُن میں سے مَنْ یُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ اپنے عمل کی وجہ سے وہ ہلاک کر دیا جاتا ہے ہلاکت میں ڈال دیا جاتا ہے۔ ہلاکت کا مطلب موت نہیں ہے، وہاں کا عذاب جو ہے وہ ہلاکت ہے۔ تو فرمایا مِثْلَ شَوْكِ السَّعْدَانِ وہ کانٹے ہیں جو کھینچ لیتے ہیں۔

مثال سے وضاحت :

یہ مقناطیس جو ہے اگر اس کے سامنے آپ دس چیزیں رکھ دیں، ایلومینیم بھی رکھ دیں، پیتل بھی رکھ دیں، تانبا بھی رکھ دیں، چاندی بھی رکھ دیں، سونا بھی رکھ دیں، لوہا بھی رکھ دیں۔ کھینچے گا یہ لوہے ہی کو، باقی سب چیزوں کو چھوڑ دے گا کیونکہ کشش اِسے اُدھر ہے۔ لوہے سے اِس کا تعلق ہے۔ اسی طرح انسانوں کے اندر جب گناہوں کی آمیزش ہوگی تو اُن کے لیے وہ کھینچنے والی چیز ہے۔ اور جن میں نہیں ہے اُن کو کوئی اثر نہیں ہے اُس کا۔

مومن کا اثر آگ پر پڑے گا :

بلکہ بعض احادیث میں اِس کا اُلٹ بھی آتا ہے کہ مومن کی وجہ سے آگ پر اثر پڑے گا کہ وہ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ اور یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ایک بادشاہ (نمرود) کو یہ چیز نبی کے ذریعہ دکھائی ہے اور قرآن پاک میں اُس کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے وہ ٹھنڈی ہوگئی تو کامل الایمان حضرات جو ہیں اُن کی وجہ سے آگ پر اثر پڑے گا اور وہ اللہ سے کہے گی کہ اِس کا اثر میرے اُوپر پڑ رہا ہے۔ کیونکہ اپنی قوت میں کمی کوئی بھی نہیں لانا چاہتا، نہ جہنم اپنی قوت میں کمی لانے پر تیار ہے، نہ جنت اپنی قوت میں کمی لانے پر تیار ہے، نہ کوئی انسان اپنی قوت میں کمی لانے پر تیار ہے۔ ہر ایک کا دل یہی چاہتا ہے کہ میں قوی رہوں مضبوط رہوں، اسی طرح وہ بھی اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرے گی، تو یہ بھی آتا ہے حدیثوں میں۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں رکھے جو اُس کی رحمت کے سائے میں رہیں گے۔ تو اِن حضرات کے بارے میں فرمایا جو حدیبیہ کے موقع پر

شامل ہوئے ہیں اُن میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

اندازِ بیان :

حدیث شریف میں آتا ہے لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِنْشَآءَ اللّٰہُ اَحَدٌ یہ انداز بیان ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا، کہ آپ بالکل دعوے سے جو بات فرمانی چاہتے ہیں اُس میں بھی اُمید کا لفظ لے آتے ہیں اَرْجُوْا مجھے اُمید ہے اور لَعَلَّ شاید ایسے ہو، اسی طرح یہاں بھی ہے اِنْشَاءَ اللّٰہُ جہنم میں انشاء اللہ اُن لوگوں میں سے جنہوں نے بیعتِ رضوان کی ہے درخت کے نیچے بیٹھ کر، کوئی بھی نہیں جائے گا۔

بیعتِ رضوان کی وجہ اور حضرت عثمانؓ پر اعتراض کا جواب :

حضرت آقائے نامدار ﷺ نے ایک کام سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مکہ مکرمہ میں، تو معترضین نے اُن کے دور میں یہ اعتراض کیا کہ بیعت کرنے والوں میں تو وہ نہیں تھے۔ تو یہ نہیں خیال کیا کہ بیعت نہ کرنے کی وجہ کیا تھی؟ بیعت نہ کرنے کی وجہ یہی تھی کہ اُن کو آقائے نامدار ﷺ نے کام سے، بات چیت کرنے کے لیے مکہ مکرمہ میں بھیجا تھا اور یہ اُمید تھی کہ اُن کے رشتہ دار وہاں کافی ہیں، اُدھر کوئی بدتمیزی کریں یا جان سے ہی ماردیں، شہید کردیں ایسا نہیں ہوگا۔ لیکن ہوا یہ کہ جب وہ گئے تو اُن لوگوں نے گھیرا ڈال لیا۔ اب یہ جو دیکھا صحابہ کرامؓ نے کہ اُن کے گرد بہت سے لوگ ہوگئے ہیں تو وہ نظر نہیں آئے تو اِس سے ایک تردّد اور پریشانی ہوئی کہ کیا کیا اِن کے ساتھ۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیعت لی کہ اگر ایسی صورت ہوئی اور لڑائی کی نوبت آئی گی تو ہم لڑیں گے بھاگیں گے نہیں چاہیں ماریں جائیں، تو کوئی صحابی تو ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے موت پر بیعت کی۔ موت تک بیعت کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ضرور مرہی جائیں گے، موت تک بیعت کا مطلب یہ ہے کہ ہم جمیں رہیں گے اگر لڑائی ہوئی چاہیں مرجائیں۔ تو اِن حضرات نے اُس وقت ایک پریشانی کے عالم میں جبکہ وطن سے دُوری بھی تھی، سفر بھی کئی دن کا تھا مدینہ منورہ کا، اب تو وطن مدینہ منورہ ہو چکا تھا اور یہ علاقہ جو تھا یہ قریش کے قبضہ میں تھا۔ تو اُس وقت سارے مسلمانوں نے جوش کا مظاہرہ کیا، بڑے پُر جوش تھے اور بڑا اطمینان تھا اُنہیں، وہ سمجھتے تھے کہ بالکل ابھی ہمیں حکم ملے ابھی حملہ کریں ابھی ختم کیے جائیں، یہ قوتِ ایمانی اور قوتِ رُوحانی اور عزم اور خدا کی

راہ میں جہاد کا اُن کا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی جو یہ کیفیت تھی قلبی اور ایمانی اِس کو جما دیا اُن کے دلوں میں کہ بس یہ عمر بھر کے لیے اِسی طرح رہے گی یہ کیفیت، تو جب ساری عمر کے لیے اسی طرح ہوگئی یہ کیفیت اُس کا ذکر کیا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے اُن مومنین سے اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ اللہ تعالیٰ نے جو اُن کے دلوں میں بات تھی وہ ظاہراً دِکھادی سب کو، خود تو جانتا ہے وہ، ظاہراً سب کو پتا چل گیا، اُن پر سکینہ نازل فرمادیا۔

سکینہ ایک بہت بڑی دولت ہے :

''سکینہ'' ایک ایسی چیز ہے کہ دل کو بالکل سکون اور اطمینان ہو، یہ بہت بڑی دولت ہے۔ ایک بادشاہ ہو اور غیر مطمئن ہو یہ بھی ہوسکتا ہے، ایک مزدور ہو اور مطمئن ہو یہ بھی ہوسکتا ہے۔ یہ سکینہ خدا کی طرف سے جو سکون نازل کردیا جائے وہ تو بہت ہی بڑی ایک چیز ہے، اُس کا ذکر فرمایا کہ جب اِن لوگوں نے یہ کیا تو ہم نے سکینہ نازل فرمادیا، اُن کو یہ جزا دی۔

اب حضرت عثمانؓ کے دور میں جب اُن پر اعتراضات ہوئے تو معترضین نے یہ واقعہ تو سارا حذف کردیا اور یہ اعتراض کیا کہ جس وقت یہ بیعت لی جارہی تھی اُس وقت حضرت عثمانؓ موجود نہیں تھے۔ گویا بیعتِ رضوان کرنیوالوں میں حضرت عثمانؓ کا نام نہیں ہے۔ یہ پروپیگنڈہ میں چلتی رہی چیز۔ پھر صحابہ کرامؓ نے ہی بتلایا سمجھایا کہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے کام سے گئے تھے بلکہ سب مسلمانوں کی طرف سے نمائندہ ہوکر کام کیلیے گئے تھے۔

حضرت عثمانؓ کی خصوصی فضیلت :

یہ بھی بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کی غیر موجودگی میں یہ کیا کہ اپنے ایک دست مبارک کو یہ فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اپنے دوسرے دستِ مبارک کو فرمایا کہ یہ میرا ہاتھ ہے اور میں بیعت لیتا ہوں عثمانؓ سے۔ کسی کی غیر موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کا یہ اطمینان ظاہر فرمانا کہ یہ اُس کا ہاتھ ہے اور میں بیعت لے رہا ہوں گویا اُس کی بیعت بالکل ایسی ہے جیسے وہ موجود ہیں۔ اور دوسروں نے تو بیعت جو کی ہے وہ اپنے ہاتھ سے کی ہے یہ بیعت وہ ہوئی کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کو اُن کا ہاتھ بتلایا۔ تو غور کرو تو یہ بہت بڑی

فضیلت کی چیز ہے کہ آپ اپنے دستِ مبارک کو کسی اور آدمی کے جسم کا جزو قرار دیں تو یہ تو اور صحابہ کرام میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہے، تو یہ تو اُن کی فضیلت کی چیز تھی، وہ اُسے عیب بنا کر ظاہر کرتے رہے پروپیگنڈا کرتے رہے۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جن حضرات نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے اُن میں کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے، اُس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ بھی فرمایا تھا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ کہ تم آج رُوئے زمین میں سب سے بہتر لوگ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دعا............